رسالہ

التقدیر

نقل شرعی اور عقل اور فطرت بطریق قطعی اسکی مثبت ہی شرعی تعلیم کی
عظمت اور پوری پوری سچائی اسلام کی ظاہر کرتی ہی شبہات
اور خدشات کی کامل بیخ کنی ہی

ہدایت

اہل فہم غور و انصاف سے دیکھین تا وقتیکہ اس تحریر کو اول سے
آخر تک نہ دیکھہ لین کوئی رائے اپنی قایم نکرین۔

مطبع عثمانیہ حیدرآباد مین چھاپا گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آیات کلام مجید

ان الذین کفروا سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم لا یؤمنون ختم اللہ
علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ ولہم عذاب عظیم۔
جو لوگ کافر ہوئے اونکو تو ڈراے یا نہ ڈراے وہ تو ایمان نہین لاوینگے
اور اللہ نے اونکے دلون اور کانون پر مُہر کردی ہے اور انکے آنکھون پر پردہ ہے
اور اون کے لئے بڑا عذاب ہے۔ ولو شاء اللہ لجعلہم امۃ واحدۃ ولکن
یدخل من یشاء فی رحمتہ۔ اور اللہ اگر چاہتا تو اونکو ایک سا اور ایک گروہ
بنا دیتا مگر اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت مین داخل کرتا ہے۔ لہ مقالید السموات
والارض یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر۔ زمین اور آسمانون کی کنجیان اسکے
ہاتھ مین ہین فراخی سے دیتا ہے رزق جسکو چاہتا ہے اور تنگی دیتا ہے۔ وانہ ھو
اضحک وابکی وانہ ھو امات واحیی۔ اور وہی ہنساتا ہے اور رولاتا ہے
اور وہی مارتا ہے اور جلاتا ہے۔ ومن یضلل اللہ فلن تجد لہ سبیلا۔ اور جسکو

اللہ گمراہ کرتا ہے تو اوسکے لئے ہرگز کوئی راہ نپائیگا - واللہ یوتی ملکہ من یشاء
اور اللہ اپنا ملک جسکو چاہتا ہو دیتا ہے - انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ
یھدی من یشاء - تو جسکو چاہے ہدایت نہین کرسکتا - ہان اللہ جسکو چاہے ہدایت کرے

احادیث کتب صحاح

قال رسول اللہ احتج ادم وموسیٰ فقال لہ
موسیٰ انت ادم الذی اخرجتک خطیئتک من الجنۃ فقال لہ انت موسیٰ الذی
اصطفاک اللہ برسالتہ وبکلامہ ثم تلومنی علی امر قد قدر علی قبل ان
اخلق فحج ادم موسیٰ - رسول اللہ فرماتے ہین کہ حضرت آدم اور موسیٰ نے بحث اور مناظرہ
کیا حضرت موسیٰ نے کہا تم وہی آدم ہو کہ تمکو تمھاری خطا اور نافرمانی نے جنت سے نکالا
حضرت آدم نے کہا تم وہی موسیٰ ہو کہ اللہ نے تمکو اپنے کلام اور اپنی رسالت سے برگزیدہ
اور مقبول کیا پھر اوس کام اور فعل پر ملامت کرتے ہو جو میرے پیدا ہونے کے پہلے
لکھا اور مقرر کیا گیا رسول اللہ فرماتے ہین کہ حضرت آدم اس بحث مین غالب آئے۔
نووی شرح مسلم ومعنی کلام ادم انک یا موسیٰ انت تعلم ان ھذا کتب
علی قبل ان اخلق وقدر علی فلا بد من وقوعہ ولو حرصت انا والخلایق
اجمعون علی رد مثقال ذرۃ منہ لم نقدر فلا تلومنی علی ذلک - حضرت آدم
کے کلام کا مطلب اور غرض یہہ ہو کہ تم تو اے موسیٰ جانتے ہو کہ یہہ امر میرے پیدا ہونے کے

لہ اس حدیث مین یہہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ہر عاصی گنہگار یہہ ہی کہہ سکتا ہے جو حضرت آدم نے
کہا اوس کا جواب بہی دیا گیا ہے کہ حضرت آدم مباحثہ کے وقت عالم اسباب اور دار تکلیف سے
خارج تھے بخلاف ہر عاصی کے :: ہماری غرض سے کچھ تعلق نہین نہ اوسکے مخالف ہے ::

پہلے ہی لکھا گیا اور ٹھہرایا گیا وہ تو ہونا ہی تھا اور اگر مین اور ساری مخلوق چاہتے کہ اوس مقدر سے ذرہ کے برابر ٹلجاوے ہرگز ہم نہ کرسکتے بس اسپر ملامت نکرو۔

صحیح مسلم عن ابی الاسود الدیلی قال قال لی عمران ابن حصین ارایت ما یعمل الناس الیوم ویکدحون فیہ اشئ قضی علیہم ومضی فیہم من قدر قد سبق او فیما یستقبلون بہ مما اتاھم بہ نبیہم وثبتت الحجۃ علیہم فقلت بل شئ قضی علیہم ومضی فیہم قال فقال افلا یکون ظلماً ففزعت فزعاً شدیداً قلت وکل شئ خلق اللہ وملکہ فلا یسئل عما یفعل وھم یسئلون فقال لی یرحمک اللہ انی لم ارد بما سألتک الا لاحزر عقلک ان رجلین من مزینۃ اتیا رسول اللہ قال یا رسول اللہ ارایت ما یعمل الناس الیوم ویکدحون فیہ اشئ قضی علیہم ومضی فیہم من قدر قد سبق او فیما یستقبلون بہ مما اتاھم بہ نبیہم وثبتت الحجۃ علیہم فقال لا بل شئ قضی علیہم ومضی فیہم وتصدیق ذلک فی کتاب اللہ عزوجل ونفس وما سواھا فالھمھا فجورھا وتقواھا۔

اُسکے ترجمہ کا مخلص یہہ ہے کہ ابو الاسود سے عمران بن حصین کہا کیا تم جانتے ہو کہ لوگون کے اعمال اور افعال تقدیری ہین اور ازل ہی مین ٹھہر چکے تھے یا نہین اختیاری ہین ابو الاسود نے کہا نہین بلکہ تقدیری ہین عمران بن حصین نے کہا کیا یہہ ظلم نہین ابو الاسود کہتے ہین کہ مین سخت گھبرایا مین نے کہا ہر چیز اللہ کی مخلوق ہے اور اوسکی

ملک ہے اوس سے باز پرس نہین ہوتی عمران بن حصین نے کہا اللہ تمپر رحم کرے میری غرض پوچھنے سے صرف تمہارا امتحان تھا جو جواب تمنے دیا کہ یہہ افعال تقدیری ہین رسول اللہ نے بہی مزنیہ کے دو شخصون کو دیا تھا اور اسکی تائید مین ایک آیت بھی پڑھی تھی جسکا ترجمہ یہہ ہے - قسم ہے جان کی اور اوسکی کہ برابر کیا اوسکو سمجھا دی ڈالی بدی اوسکی اور نیکی اوسکی - **صحیح مسلم** - قال رسول اللہ کل شئ بقدر حتی العجز والکیس فرمایا رسول اللہ نے ہر چیز تقدیری ہے حتی کہ نادانی اور سمجھ **مشکوٰۃ** - قال رسول اللہ مثل القلب کریشۃ بارض فلاۃ یقلبہا الریح ظہرا لبطن فرمایا رسول اللہ نے دل کی مثال پر کی سی ہے چٹیل زمین مین اولٹ پلٹ کرتی ہے اوسکو ہوا - ترمذی وغیرہ - عن ابی خزامہ عن ابیہ قال قلت یا رسول اللہ ارایت رقی نسترقیہا ودواء نتداوی بہ وتقاۃ نتقیہا ہل ترد من قدر اللہ شیئا قال ہی من قدر اللہ ابی خزامہ کے باپ سے روایت ہے وہ کہتے ہین مین نے کہا یا رسول اللہ منتر جنکو ہم پڑہواتے ہین اور دوا جس سے ہم علاج کرتے ہین اور بچاو کی چیز جسکے ذریعہ سے ہم بچتے ہین کیا اللہ کی تقدیر مین سے کسی چیز کو پہیرتے ہین اور ٹال دیتے ہین فرمایا یہہ چیزین تقدیر سے ہین - **ترمذی** قال رسول اللہ اذا قضی اللہ لعبد ان یموت بارض جعل لہ الیہا حاجۃ رسول اللہ فرماتے ہین جب اللہ کسی بندے کی نسبت مقدر اور ٹہرا دیتا ہے کہ فلان جگہہ مرے تو وہان جانے کا کوئی سبب اور حیلہ بنا دیتا ہے **صحیح مسلم**

قال یا رسول اللہ اعلم اہل الجنۃ من اہل النار فقال نعم قیل ففیم
العمل قال کل میسر لما خلق ۔ رسول اللہ[1] سے کسی نے پوچھا کیا ناری اور
جنتی پہلے سے جانے گئے اور جدا جدا کر دیئے گئے فرمایا ہاں کہا گیا پہر عمل کس لئے
ہے فرمایا جو شخص جسکام کے لئے پیدا کیا گیا ہے اوسکو اوس کام کی آسانی بہی دیگئی ہے
ان کے علاوہ اور بہی آیات اور احادیث معتبرہ صحیحہ ہین انسے صاف یہہ سمجہا جاتا
ہے کہ کل مخلوق خصوصًا انسان کی ذات اور حرکات سکنات افعال اور اعمال
شعور اور ارادات اوس سلسلۂ اسباب کے ساتھ متعلق اور بندہے ہوئے ہین جو
پیشتر ہی سے چلا آتا ہے انسانی ذات سے خارج ہے اور جسکا سرا اور جسکی
انتہا سبب الاسباب اور علۃ العلل ہے جسکو خدا اور اللہ کہتے ہین علۃ العلل اور
اس سلسلہ کی وجہ سے جسکا مبدا اور موجد سبب الاسباب ہے انسانی اعمال انسانی
اختیار سے باہر ہین گو ارادی افعال کے سلسلۂ اسباب مین انسانی ارادہ بھی
پڑا ہوا ہے مگر چونکہ یہہ ارادہ خارجی سلسلہ کی وجہ سے ضروری الوقوع ہو رہا ہے
اور امکان نفس الامری نہین کہ یہہ ارادہ اوس سے صادر نہو لہذا اس ارادہ کی
وجہ سے وہ مختار نہین ہو سکتا ۔ ایک زمانہ تہا کہ طلبا وغیرہ تقدیر کی نسبت مشہور

[1] بدیہی نتیجہ اس حدیث اور بعض پچہلے حدیثون کا یہہ نکلتا ہے کہ جو حالت بندون کے لئے ازل مین مقرر
کی گئی ہے خواہ وہ حالت صحت ہو یا مرض آرام ہو یا تکلیف وغیرہ وغیرہ اوسکے اسباب اور طریق حصول [illegible]
بہی مقدر اور مقرر کیا ہے خواہ وہ اسباب قبیل اعمال عباد سے ہون یا اور ہون جیسے اوس حالت کا وقوع ضروری
ہے اسکے اسباب کا ہونا بہی ضروری ہے جیسے وہ ٹل نہین سکتی ایسی ہی وہ نہین ٹل سکتے ۔ فتامل تاملا صحیحا

شبہات کیا کرتے تھے کبھی تو مین اونکو یہہ کہکر ٹالدیتا تہا کہ بہائی اسمین بات چیت اچھی نہین اور کبھی یون سمجھا دیتا تہا کہ خدا کے علم ازلی کو تقدیر کہتے ہین ازل ہی سے اسکو کل مخلوقات اور واقعات کا علم پورا پورا تھا اور یہہ نہین کہ ہمارے افعال ہمارے اختیار مین نہین اوسی نے پیدا کئے یا کرائے۔ البتہ مادہ اور قوت اونکے کرنیکی ہمکو عطا کی مگر اوس قوت سے کام لینا ہمارے اختیار پر چھوڑا نجومی کی مثال بہی دیا کرتا تھا کہ ایک نجومی نے زید کو کچہہ روپیہ دیے اور اپنے علمی قواعد سے کہا کہ زید فلان روز اس روپیہ کو فلان کام مین لائیگا اور زید کو اس نجومی کے کہنے کا بہی علم نہوا اور زید نے ویسا ہی کیا۔ یہہ نہین کہہ سکتے کہ زید کا یہہ فعل اوسکے اختیار سے باہر ہوچکا تہا۔ روپیہ دینے سے یا نجومی کے علم سے اختیار مین فرق نہ آئیگا۔ بعد ایک زمانہ کے مقام وانم باڑی ضلع سیلم مین مجھے رہنے کا اتفاق ہوا وہان تہذیب الاخلاق کے پرچے دیکھنے مین آئے ایک پرچہ مین جناب سید احمد خان صاحب نے اس آیت (ان الذین کفروا سواء علیہم الخ) کے معنی وہی نجومی مثال والے بیان فرماے ہین اس اتفاق کو مین نے غنیمت سمجھا اسکے بعد یہہ خیال ہوا کہ مسائل خصوصًا اصول اسلام کو اوس نظر سے دیکھنا چاہیئے جو لوث تقلید اور رواجی تعصب اور حمایت سے مبرا اور پاک ہو اور ہمارے اعتقاد کی ترقی کا باعث ہو اور نیز مخالفین کے مقابلہ مین بہی کام دیسکے منجملہ اون مسائل کے جنپر یہہ نظر ڈالی گئی یہہ تقدیر بہی ہے واہب الصور اور مبدء فیاض کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس مسئلہ مین جو صریح اور ظاہر

مفہوم آیات اور احادیث کا تہا - جو پیشتر حیز ذکر مین آچکا - اوسکا کامل انکشاف اور علم یقینی القا کیا اور یہہ یقین ایسا بے کہٹکے ہو گیا جیسے اسکا یقین - کہ کل اپنے ٹکڑ لیسے بڑا ہے اور بیس زیادہ ہین آٹھ سے - اور اس مضمون کو قدیم اور جدید دونون مذاق کے مطابق پایا ایسے مقدمات پر اسکی بنا ہی - کہ عاقل اونکا انکار نہین کرسکتا عالم شہادت اور عالم اسباب اسی کی ہدایت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ خبردار تعلیم شرعی سے ہرگز ہرگز اس بارہ مین قدم باہر نہ رکہنا ورنہ جہل عظیم مین پڑوگے[ا] بخومی مثال والے معنی کو نقلا وعقلا اور اس عالم اسباب (جسکو آج کل فطرت اور نیچر کہتے ہین) کے بالکل اور قطعی مخالف پایا - اول تو یہہ معنی تاویلی ہین پہر یہہ معنی بعض احادیث مین بیٹہہ نہین سکتے مثلا حضرت آدم اور موسیٰ کا مناظرہ اور مباحثہ یہہ معنی ہون تو سکوت حضرت موسیٰ کا اور غالب ہونا حضرت آدم کا صحیح نہو گا حضرت موسیٰ یہہ کہہ سکتے تھے کہ آپ کے پیدا ہونیکے پیشتر آپکے افعال کا مقدر ہونا تو باین معنی تہا کہ خداوند تعالیٰ نے آپکے پیدا ہونیکے پہلے ہی جان لیا تہا کہ آپ

[ا] پہلے مجہے یہہ خیال ہوا کرتا تھا کہ یہہ مسئلہ تو ایسا ہے کہ اکثر اشخاص کو اس مین بڑے بڑے شبہات اور خدشات ہوتے ہین اور اسکے قبول کرنے مین سخت انقباض ہوتا ہے چنانچہ شروع ہی سے یہہ سلسلہ چلا آرہا ہے پہر بہی نبی امی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تعلیم مین نہایت ہی اہتمام اور سعی بلیغ فرمائی اور ہرگز یہہ خیال نفرمایا کہ لوگون کو اس سے ایک بے اعتقادی اور تنفر ہوگا - پس معلوم ہوا کہ یہہ امر ضرور الہامی تہا لوگون کو جہل عظیم سے بچانا اور واقعی اور نفس الامری علم کے زیور سے مزین فرمانا تہا -

فلان فلان کام کرینگے اس سے خارج عن الاختیار نہین ہوسکتے - یہہ بھی احتمال نہین ہوسکتا
کہ واقع مین تو یہہ ہی بات تھی مگر حضرت موسیٰ کو اسکا علم نہ تھا کیونکہ ہمارے نبی اکرم نے
اس مباحثے کو تقدیر کی تعلیم کے لئے بیان فرمایا تھا یہہ بات ہوتی تو ضرور بیان فرماتے
نیز ابو الاسود کی حدیث کے بھی مخالف ہے ادنی تامل سے معلوم ہوتا ہے اور بہی نقلی
امور ہین جنکے یہہ معنی مناسب نہین یہان صرف اسیقدر کافی ہے -

مقدمات فطری اور دلیل عقلی

جو چیز ایک وقت مین معدوم تھی اور پہر موجود ہوئی جسکو متجدد اور حادث کہتے ہین اوسکے
وجود اور حدوث کے لئے ضرور کوئی سبب ہونا چاہیے بلا سبب کوئی حادث نہین ہوسکتا
صرف ناقص سبب کے تحقق سے حادث کا حدوث نہوگا - جب سبب کامل[1] اور تام موجود
ہوگا تو حادث ضرور ہوگا اور یہہ بات کسی کے اختیار مین اور عالم امکان نفس الامری
مین نہوگی کہ باوجود ہونے کامل سبب کے وہ حادث جو اوسکا مسبب ہے متحقق نہو - کیا ان
مقدمات کا انکار ہوسکتا ہے کیا اسکا خلاف کسی کے ذہن نشین ہوسکتا ہے یا ذہن نشین کراسکتا ہے
ہرگز نہین - ہزارہا مثالین تمہارے پیش نظر ہین مثلاً لکڑی کا جلنا بغیر کسی سبب کے نہوگا اسکا
سبب جلانے والی شی کا ہونا وغیرہ وغیرہ - صرف آگ کا ہونا مثلاً اوسکے جلانے کو کافی
نہین - آگ بہی ہو لکڑی بہی ہو دونون کا تماس اور اتصال بہی ہو اور جو شرایط ہون

---

[1] مراد کامل سبب سے یہہ ہے کہ جس جس چیز کی اوس حادث کے ہونے مین ضرورت ہے اون سبکو جامع ہو تعدد اسباب کاملہ کا جایز ہو یا ناجایز اوس سے ہماری غرض متعلق نہین نہ وہ ہماری غرض کے منافی ہے

سب ہون تو ممکن اور کیسکے اختیار مین نہین کہ لکڑی نہ جلے - انسان کے کل ارادات اور افعال ارادیہ حادث[1] ہین - اوسکا کوئی فعل ارادی ہو اوسکے لئے ضرور کوئی سبب ہوگا - صرف ناقص سبب سے اوسکا وجود نہ ہوگا - جب پورا پورا اسکا سبب پایا جائیگا تو وہ فعل ضرور واقع ہوگا اور اوسکا عدم ممتنع ہوگا یہہ امتناع بالذات ہو یا بالغیر - اس فعل کے اسباب مین اوسکا ارادہ[2] بہی پڑا ہوا ہے چونکہ یہہ بہی حادث ہے تو بغیر کامل سبب کے موجود نہوگا - جب پورا سبب مثل شعور وغیرہ وغیرہ متحقق ہوگا تو اس ارادے کا صادر ہونا ضروری اور اختیار سے باہر ہوگا اور اس ارادہ مین مضطر اور مجبور[3] ہوگا - علی ہذا القیاس یہہ سلسلہ سبب الاسباب تک

---

[1] ہمارے بیان کی غرض چونکہ ان افعال سے ہے لہذا ارادیکی قید لگائی گئی حدوث کی قید واقعی ہے اگر قدیم بہی ہون تو بہی ضروری ہونگے اور خارج عن الاختیار ہونگے اسکی وضاحت آگے آئیگی -

[2] یہہ ہی ایک چیز ہے جو دہوکے مین ڈالتی ہے اور سخت جہل کی سبب بنتی ہے -

[3] اکثر حضرات یہہ تو ضرور خیال فرمائینگے کہ یہہ اعتقاد تو جبریہ کا ہے - مگر یہہ ملحوظ خاطر رہے کہ اگر مراد فرقہ جبریہ سے وہ گروہ ہے جسکا اعتقاد مضمون سابق الذکر ہے جو غیر محدود نصوص قرانی اور احادیث کا منطوق صریح اور مدلول مطابقی ہے اور جسکی نفی اور تکذیب نقل صحیح اور معتبر نہین کرتی اور عقل سلیم اور فطرت جسکی تصدیق کر رہی ہے تو خدا حافظ - اگر بالفرض کوئی نقل معتبر اسکی معارض بہی ہو تو بمقتضائے ضابطہ تعارض عقل سے ترجیح حاصل کرے گا - ہان اگر وہ فرقہ مراد ہو جو انسانی افعال ارادیہ کے سلسلہ اسباب مین سے انسان کے ارادے کو خارج کرتا ہو سبب یا جزو سبب نہ ٹہراتا ہو اور انسان کو افعال ارادیہ میں سے کسی امر کا مستحق لذاتہ یا بغیرہ نہ سمجہتا ہو یا واجب کی طرف نسبت خلاف عدل اور ظلم کی تجویز کرتا ہو الٰی آخرہ یا الزاما تو بیشک ایسا گروہ سیدہی راہ سے ہٹا ہوا ہے اور یہہ اعتقاد خلاف فطرت اور خلاف شرع ہے چنانچہ عنقریب ظاہر ہوگا -

پہونچیگا - ایک شاگرد اُستاد سے کہتا ہے - حضرت یہہ تو خوب تماشا ہے اب تو جسقدر
سزائین مجرمون کو دیجاتی ہین یک لخت موقوف ہو جائینگی مجرمین ایسا سخت اور لاینحل شبہہ
پیش کرینگے کہ ہرگز حاکم وقت سے معقول جواب نہ بن پڑیگا اور مجرمونکو چھوڑنا پڑے گا
اور تعزیرات ہند وغیرہ بالائے طاق رکھنی ہوگی اور انتظام مین ایک کھل بلی پڑجائیگی
مثلاً ایک چور پکڑا گیا حاکم نے اوسکے اظہار لئے اوس نے کہا چوری تو مین نے کی لیکن
میری وضع اور[1] ہیوٹ اور ارادے اور وغیرہ وغیرہ نے مضطر اور مجبور کر دیا تھا اور
اس ارادے مین اختیار سے باہر تہا میرے ہوش وحواس اور پیدا ہونیکے پیشتر ہی
اوسکا اہتمام کرلیا گیا تہا اور سلسلہ اسباب کا چلا آرہا تہا میری مثال تو ایسی ہے کہ کھلم کھلا
زبردستی سے ایک شخص نے تلوار برہنہ کرکے زید سے ایک کام کرایا گو زید نے اپنے ارادہ
سے کیا لیکن یہہ ارادہ اضطراری تہا میری حالت اور مثال ہذا مین اتنا فرق ہے کہ
مثال مین اضطرار اور اکراہ حسی ہے اور یہان غیر حسی چونکہ ایسے افعال کے سلسلہ
اسباب مین ہمارا ارادہ اور شعور بہی پڑا ہوا ہے اور اضطرار حسی بہی نہین ہے خیال
اور دہوکا ہوتا ہے کہ ہم بالکل مختار ہین مجبور نہین ارادہ کی کیفیت حدوث مین غور اور
تامل نہین کرتے - استاد - حاکم وقت کہدے گا ہان عقل سلیم اور عالم اسباب
اسیکی تعلیم اور ہدایت کرتا ہے اور سمجھاتا ہے کہ حادث اور ممکن کا کوئی فعل ایسا ہو ہی نہین سکتا

---

[1] آج کل اہل یورپ نے علم کاسہ مین بہی بڑی ترقی کی ہے کھوپرے کے اوضاع اور تراکیب سے اوس شخص کے افعال اور حالات پر استدلال کرتے ہین یہہ امر بہی شرع شریف اور تقدیر کے ہمزبان ہے فافہم -

کہ جسکی بنا امور خارجیہ پر بطور اضطرار کے نہو مگر اسی قیاس پر ہماری سزا دہی بہی سمجھنی چاہئیے اگر اوسکے اسباب بہی مکمل اور پورے ہونے والے ہین - علاوہ برین یہہ ہے کہ گو بخیال اضطراری ہونے جرایم کے استحقاق سزا یابی اور سزا دہی اور سزا یابی قبیح اور غیر مستحسن ہو مگر باین خیال کہ یہہ موجب خیر کثیر ہے اور فطرت نے سزا دہی کو بمقابلہ اون جرایم کے جو بلا اکراہ حسی صادر ہون سبب اصلاح اور انتظام عام کا ذریعہ قرار دیا ہے بالکل مستحسن اور عین عدل اور سراپا ٹہیک اور مطابق عقل کے ہے اور وہ جزوی نقصان اور قباحت بمقابلہ اس عظیم فایدہ اور نفع عام کے کچہہ ہستی نہین رکہتا اسکے نظائر یہہ عالم اسباب ہزار ہا پیش کر رہا ہے مثلاً کسی ظالم عام خونریز کا مرجانا باین خیال کہ اوسکے مرنے سے اوسکا کنبہ اور اہل وعیال سخت صدمات مین مبتلا ہوے اور نان ونفقہ سے تنگ اور بہیک مانگنے لگے مستحسن ~~ہا~~ اور مفید نہ معلوم ہو مگر اس وجہ سے کہ ایک عالم کو اوس سے نجات حاصل ہوئی اور عام خیر کا سبب ہوا بالکل نتیجہ عقل ہوا اوسکے مقابلہ مین دو چار آدمیون کا نقصان کالعدم یکین ہوگا یا مثلاً تخم ریزی کہ درحقیقت ایک ترکیب فطرتی جو نہایت کار آمد اور مفید ہے اوسکا بگاڑنا ہے مگر چونکہ ایک نتیجہ خیز ہے اور اس تخم کے فساد ترکیب سے اوس جیسے ہزارون پیدا ہونگے اور ایک مخلوق فائدہ اوٹھائیگی نہایت مستحسن ہے لہذا اگر کسی شخص نے تخم کو کوٹ کاٹ کر رائیگان پہینکدیا تو وہ مستحق ملامت کا ہوگا کیونکہ یہان بمقابلہ فساد ترکیب کے کوئی عمدہ نتیجہ بظاہر پیدا نہین ہوا - اور نظایر تم خود سمجہہ سکتے ہو

کہو جواب کیا کہیگا - شاگرد - جناب یہہ دونون جواب کامل اور اطمینان دہ
ہین بجز سکوت اور تسلیم کے کوئی چارہ نہین - مگر جناب یہہ سزائین جو دی جاتی ہین
علۃ العلل اور مسبب الاسباب کی جانب سے ہونگی اوسکی شان کے مناسب نہین
کہ ایسی افعال کی سزا دے جو بندہ کی اختیار مین نہ تھے - اوستاد - تم سخت
غافل ہو معلوم ہوا کہ جو مقدمات اور باتین بیان ہوئین اونپر نظر نہین رکھتے اور
خیال رکھتے تو ہرگز یہہ بات دریافت نکرتے شاگرد - حضرت یہہ مسئلہ ٹیڑہا ہے
مقصود میرا توضیح ہے - استاد - ابہی بیان کیا گیا ہے کہ یہہ سزائین نتیجہ
خیز اور باعث اصلاح عام ہین لہذا اگر علۃ العلل او مسبب الاسباب کی جانب سے
ہون تو کیا مضایقہ ہے - نیز مقدمات سابقۃ الذکر کا نتیجہ ہین و بدیہی ہے کہ جملہ
حالات اور وقوعات کا سبب او مقتضی وہی علۃ العلل ہے اوسی کے اقتضا سے
یہہ سب کے سب علی سبیل الضرورت اور بہ طریق اضطرار وقوع مین آئے اور آرہے ہین
اور آنیوالے ہین - تو بس یہہ سزا اور سزادہی اور اسکے اسباب کاملہ کا سلسلہ
کہان سے پہونچا ہے ہماری قوت اور سزادہی کے ارادہ کو کون ابہار رہا ہے اور
ہمکو اس ارادہ مین کون مضطر اور مجبور کر رہا ہے سلسلہ در سلسلہ وہین پہونچیگا اوسکے
سزا دینے کے کیا یہہ معنی ہین کہ بلا وساطت اسباب اپنی ذات سے دے بلکہ تبعات
اسبابی ہین چنانچہ بعض احادیث کے نتایج مین بیان بہی کر دیا گیا ہے - یہہ بہی یاد رکھو
کہ تعلیم تلقین امر نہی وغیرہ بہی جملہ اسباب سے ہین ضروری اور مقدرات سے ہین

کامل سبب ہون یا ناقص - لہذا یہہ اعتراض کہ جب بہلا اور بُرا اور بہلائی اور
بُرائی تقدیری اور امٹ ہین تو تعلیم تلقین وغیرہ بیکار ہے - محض لغو ہے -
شاگرد - جو کچہہ آپنے فرمایا بلاریب صحیح اور مطابق فطرت کے ہے اوسکے
منکر کو عالم اسباب اور شرع شریف کب چہوڑتا ہے منوا کے چہوڑیگا مگر ایک شبہہ
اور ہوتا ہے عرض کرون - **استاذ** - اچہا بیان کرو تقدیر کے متعلق جو شبہات
ہون قطعی طور پر اونکا اندفاع کیا جائیگا **شاگرد** - اصل[1] تقدیر کو تو آپ نے
ایسے مقدمات سے بیان فرمادیا کہ انکار کو کچہہ بہی گنجایش نہین اب جو اعتراضات
ہونگے حیثیتہ تقدیر سے خارج ہونگے - ذہن ناقص مین کہٹکتا ہے کہ اگر مبدء فیاض
اور علۃ العلل ذی شعور اور علم والا ہوتا تو افعال اضطراریہ جو من قبیل جرایم ہین
وقوع مین نہ آتے تا باوجود اضطراری ہونیکے بخیال اصلاح عام سزا دہی کی ضرورت
نہوتی - **استاذ** - مسبب الاسباب کے علم کو تو اہل عقل نے ثابت کیا ہے اور
مین بہی رسالہ اثبات واجب وحدوث عالم وکیفیت ربط الحادث بالقدیم مین
واجب کے علم کو عمدہ اور نئی ڈہنگ سے مطابق مذاق جدید وقدیم دونون کے
بیان کرونگا یہان تو صرف وہی غرض تہی جو بیان ہوئی - یہہ بہی خیال ہے
کہ انسان کا علم گو بہت وسعت رکہتا ہو مگر پہر بہی ناتمام اور ناقص ہی ثابت
ہوگا کل فطرتی اشیاء اور اونکی نتایج اور حکم اور مصالح کا علم ممکن نہین کہ قوت انسانی

---

[1] حرکات اور افعال مخلوق کا اور اونکے نتایج آرام یا تکالیف فی الجملہ کل مخلوق کا تقدیری اور ضروری ہونا اور باقتضا علۃ العلل کے

حاصل کر سکے لہذا اگر کوئی امر ایسا باقتضاء علۃ العلل وقوع مین آوے کہ قوت انسانی اوسکی مصلحت اور نیک نتیجہ سے مطلع نہو تو یہہ حکم ہرگز نکرنا چاہیے کہ اس امر کا وقوع علم کے مقتضی کے خلاف ہے یا علۃ العلل کے عدم علم کو مستلزم ہے - نیز جرائم[۱] کے وقوع مین مطابق انسانی علم کے مصلحت اور فایدہ عظیم ہے جسکی وجہ سے وقوع جرائم عین مقتضی اور نتیجہ علم بنتا ہے - اچھا کیا انسانی جرایم انسان کے علم کے ساتھ نہین ہوتے ضرور ہوتے ہین - شعور اور علم بھی اونکے اسباب مین سے ہے اور انسان کو جرایم کے قبیح ہونے کا بھی علم[۲] ہوتا ہے مگر اونکے وقوع کو انسان نہین روک سکتا جو واقع ہونے والے ہین ضرور ہونگے **شاگرد** - جناب اور باتین تو مین سمجھا مگر پہلی سمجھہ مین نہین آئی کیونکہ جرایم کا صدور انسان سے شعور اور علم کے ساتھ ہوتا ہے مگر اوسکو اونکے صدور مین اختیار نہین یہ تو اوسی سلسلہ کی وجہ سے ہوتا ہے جسکا مبدء علۃ العلل ہے - پس انسانی حالت کہ جو اضطراری اور غیر اختیاری ہے ہرگز مسبب الاسباب کا مقیاس نہین ہوسکتی وہ اپنے فعل اور ارادہ مین محض مختار ہے **استاذ** - ہوش وحواس درست کرو آیات اور احادیث اور مقتضی عقل اور فطرت کو پیش نظر رکھو - واجب تعالی کی ذات اور صفات مثل علم وارادہ و مشیت وغیرہ بھی ضروری ہین جو ارادہ اور مشیت اوسکی متحقق ہوئی وہ ضرور

---

[۱] اسکی فی الجملہ تفصیل آگے کی گئی ہے - [۲] واجب تعالی اور انسان کے علم مین بڑا فرق ہے مگر سائل نے جس خیال سے علم کو ان جرایم کے منافی سمجھا تھا اوسقدر علم تو انسان کو بھی حاصل ہے

ہونے والی تھی یہہ ممکن نہین تھا کہ وہ نہوتی - **شاگرد** - انسان اور مبدٔ فیاض مین کیا فرق ہے **استاذ** - زمین اسمان کا فرق ہے انسان اپنی ذات اور کل حالات مین ہر وجہ سے علۃ العلل کا محتاج ہے اور وہ اپنی ذات صفات مین کسیکا محتاج نہین ضروری ہونا البتہ دو نو جگہہ موجود ہے ہان ضرورت مین بہی فرق ہے انسانی ذات اور صفات کی ضرورت کا مبدٔ و منشؤ وہی مبدٔ فیاض ہے بخلاف مبدٔ فیض کے کہ اوسکی ذات اور صفات کی ضرورت کا مبدٔ کوئی غیر نہین نفس ضرورت مین شرکت ہے - **شاگرد** - جب واجب کی بہی مشیئت ضروری اور اٹل ہوی تو یہہ مذہب حکما کا ٹہیرا متکلمین ایسا نہین کہتے وہ قائل ہین کہ جو مشیت ایزدی وقوع مین آئی ضروری نہ تھی ہو سکتا تھا - اور نفس الامری امکان تہا کہ نہوتی - **استاذ** - میری نظر اس مقدمہ مین آیات قرآنی اور احادیث نبویہ اور عقل اور فطرت پر ہے آیات اور احادیث سے اس خیال کی تصدیق نہین ہوتی البتہ آیات اور احادیث سے یہہ ثابت ہے کہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اس سے مشیت موجودہ کا ضروری یا غیر ضروری ہونا نہین نکلتا - نیز بعض آیات سے یہہ بہی ثابت ہے کہ اللہ اگر کسی واقعہ موجودہ کے عدم کو چاہتا تو عدم ہی ہوتا وجود نہوتا - مگر اس سے واقعہ موجود اور اوسکی مشئیت کا غیر ضروری ہونا یا واقعہ کے عدم اور اوسکی مشئیت کا نفس الامر مین ممکن ہونا ممتنع بالذات یا بالغیر نہوتا نہین ثابت ہوتا - بلکہ اگر اصول عربیہ کو

دخل دیا جائے اور یہہ اصول تسلیم کئے جائین تو مشیت متحققہ کا ضروری ہونا اور
مشیت غیر متحققہ کا امتناع بالذات یا بالغیر نکلیگا کیونکہ اکثر اہل عربیہ قائل ہین
کہ کلمہ لو شرط اور جزا کی امتناع کو ظاہر کرتا ہے جیسے آیتہ لوکان فیہما
الہۃ الا اللہ لفسدتا) لہذا یہ آیۃ ولو شاء اللہ لجعلہم امۃ واحدۃ
ولکن یدخل من یشاء فی رحمتہ جو پیشتر بھی نقل کی گئی ہے اونکے ایک گروہ نہ ہونیکی
مشیت کا امتناع ظاہر کریگی اور اس سے بالالتزام مقابل کی مشیت کا ضروری ہونا
ثابت ہوگا فتامل - ان جھگڑون کو چھوڑنا چاہئے جھگڑا لو اور اختلافی اصول پر ہماری
غرض کی بناء نہین - اس خیال کی نقلی طور پر قطعًا تردید ہوتی ہے کیونکہ یہ دو باتین آیات
اور احادیث کا منطوق صریح ہین اول یہ ہے کہ جتنی چیزین ہین یا ہوگئین یا
ہونے والی ہین سب تقدیری اور پیشتری ٹہیرائی ہوئی ہین اور ضروری اور ثمث
ہین - دوسری یہ ہے کہ ان سب چیزون کا وجود اور تحقق بلا مشیت ایزدی نہین
ہوسکتا - ان دونون باتون کا نتیجہ ہین اور یہہ ہی پیدا ہوا کہ مشیت بہی ضروری
ہے تا وقتیکہ وہ ضروری نہوگی یہ سب چیزین جو بغیر اوسکے نہین ہوسکتین ہرگز
ضروری نہونگی **شاگرد** - جناب واقعی آپنے پورا پورا فیصلہ کردیا ان دونون
باتون کو تو اہل شرع کو تسلیم ہی کرنا ہوگا کیونکہ یا وجود عقلی ہونے کے آیات اور
احادیث کا مدلول مطابقی بہی ہے **استاذ** - عقلی طور سے تم سمجھ ہی گئے ہوگے
مگر توضیحًا بیان کئے دیتا ہون - مشیت ایزدی واجب ہوگی یا ممکن وجوب کی ہو نہین

ظاہر ہے کہ ضروری ہوگی بر تقدیر امکان قدیم ہوگی یا حادث صورت قدم مین بوجہ قدامت اور علۃ کاملہ کے ضروری ہوگی اگر حادث ہے تو مقدمات سابقۃ الذکر سے ضرورت ثابت ہوگی - غرض یہ ہے کہ وہ اختیار جو اکثر اشخاص کے ذہن مین ہے واقع اور نفس الامر مین موجود نہین اور نہو سکتا ہے ہان جو اختیار کہ فطری اور نفس الامری ہے وہ انسان اور علۃ العلل دونون مین موجود ہے یعنی (علم اور شعور کے ساتھہ ارادہ اور فعل کا بلا اکراہ حسی صادر ہونا) البتہ دونو اختیار مین فرق بہت بڑا ہے واجب کے فعل اور ارادہ اور علم کا مبدا اور مقتضی خود وہی ہے غیر نہین ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ ہر امر مین کامل اکمل مکمل ہے بخلاف انسانی ارادات وغیرہ کے کہ وہ ہر وجہ سے غیر کا محتاج ہے - **شاگرد** - کیا حضرت ارادی جرائم انسانی جو باقتضاے علۃ العلل وقوع مین آتی ہین یا باقتضاے علۃ العلل اونپر سزا کا مرتب ہونا علۃ العلل کا ظلم نہین - اگرچہ اسکا جواب بیشتر معلوم ہوچکا ہے مگر بغرض توضیح اور بخیال تحقیق معنی ظلم اور نیز اس وجہ سے بھی کہ مسئلہ تقدیر کی شبہات مین یہ لفظ اکثر استعمال کیا جاتا ہے اور معترضین کا یایہ فخر ہے یہہ سوال کیا گیا -

استاذ - ترتیب سزا کو تو تم جان چکے کہ وہ بہت بڑی اصلاح اور انتظام عالم کا سبب ہے لہذا ظلم نہین ہوسکتا - نیز باقتضاے علۃ العلل جرائم انسانی کا واقع ہونا بھی بہت بڑی خیر کا سبب ہے لہذا وہ بھی ظلم نہین ہوسکتا - خیر یہہ بات جو مین اب کہتا ہون شرعی اور فطری مقدمات اور اسبابی نظائر پیش نظر رکھہ کر سنو فطرت

ظلم کا اطلاق وہان کرتی ہے جہان یہ سب باتین مجتمع ہون (۱) بُرا برتاؤ اوس
شخص کے ساتھہ کہ جس سے وہ فعل (جسکے لئے یہ برتاؤ وضع کیا گیا ہے) صادر
ہی نہین ہوا یا ہوا مگر باضطرار حسی اور زبردستی (۲) یہ برتاؤ کرنے والا
مضطر باضطرار حسی نہو۔ (۳) اس برتاؤ کرنے والے کو بُرا کہنا اور اوسکا
مستحق سزا یا سزایاب ہونا خیر اور اصلاح کا سبب ہونا۔ یہہ سارا مجموعہ پایا
جایگا جب ظلم اور ظالم اور مظلوم متحقق ہوگا انہین سے ایک بات بہی مفقود ہوگی
تو ظلم نہوگا ہر عاقل اسکو سمجہہ سکتا ہے۔ اور ظاہر باہر ہے کہ یہہ سب باتین علۃ العلل
مین نہین جمع ہوسکتین **شاگرد**۔ بیشک مین نے جو صورت پیش کی تہی
ہرگز ظلم نہین مگر جناب کوئی شخص کہے کیسی اصلاح اور کیسا انتظام اوس بیچارہ کا
جرم تو اضطراری ہے گو غیر حسی ہے پہر سزا دینا ظلم کیون نہوگا ایسے شخص کو کیسے
سمجہانا چاہئے۔ **استاذ**۔ اوس سے کہنا کہ سزا دہندہ کا بہی فعل ضروری
اور شدنی ہے جس خیال سے وہ مجرم کو مجرم اور برا نہین کہتا وہی خیال یہان بہی ہے
شاگرد۔ جناب خلق جرائم اور غربت اور امراض اور ایمان اور کفر مین اور
آخرت اور دار جزا و سزا جنت اور دوزخ کے قایم کرنیمین حکمت و مصلحت کیا ہے
استاذ۔ مین تمکو پہر متنبہ کرتا ہون کہ ہماری غرض کا اتمام اسپر موقوف نہین۔ نیز ہر
فعل اور ہر کام کی حکمت اور فایدہ انسان بیان بہی نہین کرسکتا گو بعض بعض امور
کی نسبت بیان بہی کردے چنانچہ کچھہ مختصراً مین بہی بیان کرتا ہون مگر آخر یہی کہنا

پڑتا ہے کہ جو ہو گیا ہے یا ہو رہا ہے یا ہونے والا ہے اسکا امکان نفس الامری تھا اور یہی علۃ العلل کا مقتضی تھا اور اسکا ہونا ضروری تھا اوسکا خلاف اگر کسیکے ذہن مین آوے تو ہرگز اوسکا امکان واقعی نہین بلکہ ایک ممتنع کے ہونے کی آرزو اور تجویز ہے امتناع بالذات ہو یا بالغیر اور یہ کہنا بالکل مطابق واقع کے اور مدلل ہے مقدمات سابقۃ الذکر سے اسکی تصدیق ہوتی ہے - (خلق امراض مین حکمت) حضرت امراض کا وجود ایک بہت بڑے علم اور متعدد طرق معاش کا سبب ہوا جو نوع انسانی کے لئے ضرور ہے اگر یہ امراض نہوتے تو انسان کو اونکے اسباب اور علامات اور کیفیت علاج اور تحقیق ادویہ وغیرہ کیطرف توجہ نہوتی اس توجہ سے علم طب جو فنون کثیرہ کو شامل ہے مثل فن تشریح وغیرہ حاصل ہوا جو ایک اعلی درجہ کی تکمیل کا باعث ہوا اور نیز علم تشریح وغیرہ صانع مطلق کے حکم اور مصالح عظیمہ کی تعلیم دیتا ہے اس فن کے جاننے والونپر خوب روشن ہے - یہہ خیال نہو کہ جب یہہ علم حاصل ہو گیا تھا تو حدوث امراض موقوف ہو جانا چاہئے تھا کیونکہ ترقی اور بقا اس علم کا بغیر اسکے نہین ہو سکتا - کَمَا ہُوَ ظَاہِرٌ علاوہ ازین طرق معاش کا بھی تو سبب ہے ظاہر ہے کہ صورت انقطاع مین ان طرق کو بقا نہو گا - نیز یہ اختلافی حالت کسیکا بیمار ہونا کسیکا صحیح بلکہ ہر حالت اختلافی جسمین افضلیت اور مفضولیت ہو مثل غربت وغیرہ ایک معقول اور کامل صفت کا سبب ہے وہ منعم کا شکر ہے - خلق غربت اور امارت ایک عام

انتظام کا یہی سبب ہوا جو نوع انسان اور اوسکی ترقی کے لئے ضرور ہے - بیڑ لمبا اوقات غربت تحصیل علوم اور کمالات کا بہی باعث ہوتی ہے بلکہ یہ کل انسانی کمالات علمی یا عملی اور انسانی صنائع اور عجائب جو ہم دیکہتے ہین قریبًا کل کے کل اسی اختلافی حالت غربت اور امارت اور احتیاج وغیرہ کے ہی نتائج ہین - جرایم بہی ایک بہت بڑے گروہ کی معاش کا سبب ہوئی جو انسان کے لئے ضرور ہے اور فطرت کو نہایت ہی اہم ہے - یہ تو ظاہر ہے کہ باوجود کثرت بنی انسان کے یہہ ممکن ہی نہین کہ کل ایک طریق معاش کو اختیار کرین لہذا فطرت اور حکمت مقتضی ہوئی کہ معاش کے طرق متعدد ہون - نتائج در نتائج اور بہی فوائد مرتب ہوتے ہین خلق ایمان اور کفر سبب ہے آخرت اور وار اجزا و سزا جنت اور دوزخ کے قایم کرنے کا جو ایک خاص قدرت اور بہت بڑی عظمت کے ظہور کا جو ایک اعلی درجہ کے عجائب اور صنائع اور حکم اور مصالح پر مشتمل ہے - **شاگرد** جناب علۃ العلل نے کسیکو بیمار بنا کر کسیکو مجرم یہہ منافع اور مصالح مرتب کئے یہی منافع اور طریق سے پیدا کر اتا یا کرتا ہی نہین ضرورت کیا تھی اس نوع انسان کو یہی پیدا نکرتا یا جسکو بیمار کیا تہا اوسکو صحیح رکہتا اور جسکو صحیح کیا تہا اوسکو بیمار بناتا جب بہی تو یہی فائدہ مرتب ہوتا - **استاذ** - یہہ تمہارا کہنا ایک ممتنع کے ہونیکی آرزو اور جو سبب کامل کی وجہ سے ضروری ہوا اوسکے نہونیکی خواہش ہے اور یہہ دونو باتین جہل اور خلاف عقل اور فطرت ہین کیونکہ

جو حالتین وقوعی ہین وہ تو اپنے اسباب کاملہ کی وجہ سے جنکا مبدء واجب ہی ضرور ہونگی اور جو ہونیوالی نہین ہین وہ بوجہہ نہونے کامل اسباب کے ممکن نہین کہ ہون۔ **شاگرد۔** مگر جناب یہ تو نہین ہوسکتا کہ مبدء فیاض باوجود اضطراری اور غیر اختیاری ہونے کفر اور ایمان کے دار جزا و سزا جنت دوزخ کو قایم کرے اور خاص خاص عجائب و غرائب کی وجود کی بنا کفر اور ایمان پر رکھے۔ **استاد۔** اس دار جنت اور دوزخ کے متعلق جو استبعاد اور شبہہ پیدا ہوگا اوسکا قطعی اندفاع کیا جائیگا اور پوری فطرتی نظیر اوسکی پیش کیجائیگی جسکے وجود مین اور نظیر ہونے مین عقلاً ذرا شبہہ نہوگا مگر قبل ازین یہ خیال کرنا چاہئے کہ رسالہ ہذا مین دار جنت اور دوزخ کا اثبات اور تحقیق مقصود نہین ہان بشرط رفع تردداتِ (جو مجھکو بالفعل لاحق ہین) اور بشرط مشیت ایزدی اسبارہ مین جو مضمون صحیح اور معتبر طرق شرعیہ سے ثابت ہوگا ایک مستقل رسالہ مین اوسکی اور روح کی تحقیق اور اثبات وجود اوس طریق سے (جو عقلاً اوسکے اثبات اور تحقیق کے لئے وضع کیا گیا ہے) کیا جائیگا اور بیان کیا جائیگا کہ روح کیا چیز ہے آخرت جنت دوزخ کیا چیز ہے آیا اسی دنیا کے آرام تکالیف کا نام ہے یا اور ہے وہ عالم روحانی ہے یا جسمانی بطریق تناسخ ہے یا نہین وغیرہ وغیرہ مگر یہ بات ضرور رکھو نگا کو رسالہ ہذا مین یہ میرا منصب نہو کہ جو لوگ جنت اور دوزخ کو بخیال اوس معنی کے جو بظاہر شرع کا مدلول ہے اور بخیال بعض خصوصیات کے جو شرع مین وارد ہین

مستبعد یا خلاف عقل اور منافی فطرت اور نیچر کے سمجھکر اوسکی نفی کرتے ہین میرے نزدیک وہ لوگ فطرت اور نیچر کو نیک نظر اور تامل سے نہین دیکھتے چنانچہ اوسکی تصدیق ابہی ہوئی جاتی ہے۔ خوب غور سے سنو یہ تمہارا کہنا (کہ جب کفر و ایمان اضطراری ہے تو یہ اور یہ نہوگا) بالکل خلاف فطرت اور عالم اسباب کے ہے ابہی تم سمجہائے گئے ہو کہ جرائم اور غیر جرائم صحت اور امراض وغیرہ وغیرہ اضطراری اور باقتضائے علۃ العلل ہین اور سزا جزا جیلخانہ راحت آرام جو اونپر مرتب ہوتے ہین وہ بہی باقتضائے علۃ العلل ہین اگر کفر ایمان جنت دوزخ کی بہی یہی حالت ہو تو کیا مضایقہ ہے جیسے یہان اسبابی حالت ہے ویسا ہی وہان۔ نیز دنیوی جرائم اور طاعات اور اونکے مسببات جزا سزا جیسے متناسب ہین ایسے ہی کفر ایمان اپنے مسببات دوزخ جنت کے ساتہہ تناسب رکھتے ہین مثلاً علۃ العلل (کہ جس سے ہزارہا عالم کا وجود وابستہ ہے اور غیر متناہی عجائب غرائب کا منشا ہے) کے وجود اور علم وغیرہ سے جہل اور انکار کیا قبیح نہین انکار اور جہل تو عموماً کسی امر واقعی سے ہو ہر عاقل کے نزدیک بری چیز اور فطرتی جرم ہے خصوصاً یہہ جہل اور انکار بالتخصوص اوس حالت مین کہ یہہ مرض جہل اور انکار متعدی اور ساری ہو چنانچہ عقاید کا یہہ ہی حال ہے کہ اکثر اولاد در اولاد تک پہونچتا ہے گروہ عظیم اوسکی وجہ سے

لہ یہان صرف وہ صورت کفر کی بیان کی گئی ہے جو بلا صوری معارضہ آیات اور احادیث کے ثابت ہو اور جسکا ایک امر واقعی سے جہل اور انکار کا ہونا اکثر عقلا کے نزدیک ثابت اور مسلما سے ہو اور جسکا ثبوت رسالہ اثبات صاحب مین قطعی مقدمات سے کیا جائیگا۔

ورطہ ظلمت مین پڑتا ہے - بقرینہ تقابل ایمان کی حالت بہی سمجہہ لینی چاہیئے - لہذا انکے
مقابلہ مین دار عذاب اور دار راحت کا قایم ہونا ہرگز خلاف عقل نہین ہوسکتا
اضطراری ہونیکی وجہ سے جو خیال پیدا ہوتا ہے اوسکا کامل اندفاع ہو چکا ہے
شاگرد - اس جہل اور انکار سے علۃ العلل کا کیا ضرر اور نقصان ہے حتیٰ
کہ دار عذاب قایم کرے - **استاذ** دنیوی جرایم مین اوسکا کیا نقصان تہا
اور یہہ ثابت ہو چکا ہے کہ اونپر سزا کا مرتب ہونا اوسکی جانب اور اوسکی مفطر
کرنے سے ہوا ہے اور ہوتا ہے - **شاگرد** - دنیوی جرایم پر سزا اسکے مرتب
ہونیکا استحسان اور خوبی تو بخیال اون خوبیون اور فواید کے تہا جنکا بیان ہو چکا
ہے کفر پر دوزخ کے ترتب مین تو کچہہ فواید معلوم نہین ہوتے - **استاذ** - اس
ترتب مین تو وہ فوائد اور عجائب اور غرائب ہین جنکی غرابت اور عجوبت انتہا
اور کمال کو پہونچی ہوئی ہے کیا عجائب اور غرائب ایسی چیزین نہین ہین کہ فطرتی
طور پر اونکی طرف طبائع مایل ہون یہہ وہ ہی ہین کہ جنکے لئے دور و قریب کا
سفر اختیار کیا جاتا ہے اور ہزارون رنج و محن اور مشقت اوسکے دیکہنے کو اوٹہائی
جاتی ہین یہہ عجائب اور غرائب فی نفسہ ضرر رسان ہون یا نہون راحت و آرام کی
جگہہ ہون یا تکلیف کی عجیب و غریب درندہ ہو یا چرندہ چارپایہ ہو یا اڑنے والا
کوہ آتش فشان ہو یا دیوار چین وغیرہ وغیرہ بہرحال بوجہ عجوبت اور غرابت اور
بحیثیت (اسکے کہ صانع عالم اور خالق حقیقی کے اوصاف کمالیہ کے علم کے ہادی اور مرشد

بنتے ہین) سب کے سب ایک ہین اور کل طبایع کا مرجع اور موآد ہین اور لوگون خصوصًا اہل علم اور اہل عقل کو اونکے علم اور دیکھنے سے جسقدر لطف اور مزہ اور ذائقہ روحی حاصل ہوتا ہے اوسکو وہ ہی خوب جانتے ہین اور وہ تکالیف بدنی اور سفر کے مصائب جو بغرض دیکھنے ان عجائب کے حاصل ہین سب کے سب فنا فی الرّاحۃ اور کان لم یکن ہوجاتے ہین اور بمقابلہ اوس روحی آرام کے کچھہ ہستی اور وجود نہین رکھتے اور جیسے یہان بعض یا اکثر اشخاص عجائبات کے علم اور اوسکے ذائقہ روحی سے محروم اور بے نصیب ہوتے ہین ویسا ہی اگر اہل دوزخ اون عجائبات کے علم اور روحی لذات سے محروم ہون تو کیا مضائقہ یہہ تفریق او تقسیم تو فطرت نے پیشتر ہی سمجھا دی ہے اور منافع کا حصر کہانے پینے پہنے پر نہین ہے بلکہ اہل عقل کے نزدیک یہہ ادنی درجہ کا ہے فائدہ اور وسیلۂ علم اور کمالات اور غرض بالعرض ہے اور یہہ بہی یاد رہے کہ یہان کے اور وہان کے صنایع اور عجائب اوسی مبدء سے بطریق ضرورت اور ایجاب وقوع مین آتے ہین اور بحیثیت اسبابی ہونیکے دونون ایک ہین - اس بات کو غور سے دیکھو اور سمجھو اور اس عالم کو پورا پورا مقیاس مانو فافہم - **شاگرد** - بعض لوگ جنت اور دوزخ کی عظمت اور وسعت مقدار[1] کی حیثیت سے انکاری تعجب کرتے ہین - **استاذ** - یہہ انکار وہ لوگ کرتے ہین جو آنکھہ نہین کہولتے کثرت سے ایسے اجسام ہین کہ جنکی مقدار خیال مین آنی مشکل ہے - **شاگرد** - بعض حضرات جنت مین باغات اور عالم حسن کے ہونیکو خارج

---

[1] اگر تعمیری وسعت مقدار اور کیفیت کے لحاظ سے استبعاد اور انکار ہو تو آیندہ قول کو دیکھو -

عن العقل اور خلاف فطرت خیال کرکے نفی کرتے ہین **استاذ** - ہمکو پہر تنبہ کرتا ہون
کہ میری غرض یہان یہہ نہین کہ یہہ اور دیگر خصوصیات اخروی موجود ہین یا نہین
ہونے والی ہین یا نہین بلکہ یہان صرف منشار انکار سے بحث ہے کہ آیا یہہ منشار
منشار ہے یا نہین دیکہو اس دار دنیا مین باغات اور یہہ عالم حسن کسکا لگایا ہوا
اور کسکا بنایا ہوا ہے کسکے آرام اور فایدہ کے لئے بہزاران وسایط سے باضطرار
کام لیا گیا نہ یہہ ہمارے گہر کا نہ وہ جیسے یہہ اوسیکی ذات کے اقتضار کا ثمرہ ہے
ایسے ہی وہ جسکے فایدہ کے لئے یہہ ہے اوسیکے لئے وہ فطرت اور نیچر کچہہ فرق
نہین کرتا - **شاگرد** بعض اشخاص ثمرات جنت کے غیر معتاد بخت وپز اور بقا
انسانی پر جو وہان حاصل ہوگی اعتراض کرتے ہین اور اسکو خلاف فطرت اور نیچر کہتے
ہین **استاذ** کیا خلاف نیچر اور فطرت کے یہہ معنی ہین کہ سابق طریق مروج کے
مطابق نہو ہرگز نہین - مرغیون کے انڈون سے زمانہ قلیل مین لطریق غیر معہود بچونکا نکلنا
یا خلاف عادت سابقہ زمانہ قلیل مین مسافت طویلہ کا قطع کرنا یا عجیب وغریب خبر رسانی
کے طریق کا پیدا ہونا یا اصوات اور الحان کے بند کرنے کا آلہ اور اسی آواز کا اوس
آلہ سے جہان چاہین سنوا دینا وغیرہ وغیرہ غرضکہ وہ طریق اور ایجادات کہ جو پیشتر کسی کے
وہم وگمان مین بہی نہ تہے اور اگر اونکے وجود کے پہلے اونکے ہونیکی خبر دیجاتی تو اکثر تکذیب
ہی کیجاتی - کیا یہہ سب خلاف نیچر ہین - بلکہ ترقی اور ایجادات کا ہونا عین مقتضی فطرت ہے اور بمقابلہ
سابقہ ظاہر کرتے ہین کہ ہم سے تو صرف کام لیا جاتا ہی اور مقتضی اور کرانے والا وہ ہی مبدا

اور علۃ العلل ہے - اور نہین معلوم کہ آگے ترقی کہان کہان پہونچتی ہے - ہر چیز
مین ترقی کا ہونا زمانہ کا مقتضی ہے کیا تعمیرات کیا ملبوسات کیا ماکولات وغیرہ
وغیرہ مثلاً دیوار چین باعتبار وضع اور عظمت مقدار کے خیال کیجاے تو بلحاظ سابق
کے زمین اسمان کا فرق ہوگا علی ہذا القیاس - یہہ نظایر اور عالم اسباب ایک ایسے قانون
اور ضابطے کی ہدایت کرتا ہے جس سے کسی چیز کا خلاف فطرت ہونا یا نہ ہونا دریافت
ہوسکتا ہے یا توقف اور سکوت کی راہ بتاتا ہے - وہ یہہ ہے - بلا اسباب کسی شئی
اور چیز اسبابی کے وجود کو جایز رکہنا یا ایسے اسباب سے اوسکے وجود کو تسلیم کرنا
جو درحقیقت اوسکے اسباب نہین ہوسکتے - مگر تنقیح اسباب ذرہ مشکل کام ہے
تمکو چاہیے کہ اسی عالم اسباب پر نظر رکہا کرو اور اسیکو اپنا ہادی اور مرشد سمجہو
اور اصول شرعیہ کو اسی سے بطور نتیجہ نکالا کرو اور اسیکی ہدایت یہہ عظیم الشان
جلیلۃ القدر آیۃ کررہی ہے (فاعتبروا یا اولی الابصار) ایک اور بات قابل یاد رکہنے کے ہے
جسکو مسئلہ تقدیر سے تعلق ہے شاگرد فرماے - استاذ معتزلہ کا یہہ کہنا کہ اگر
بندون کے فعلونکا خالق واجب تعالی ہوگا تو اعتراض ظلم وغیرہ کا پیدا ہوگا -
سراپا ضعیف ہے اس مقام پر ہماری یہہ غرض نہین کہ ان افعال کا خالق کون ہے مگر اتنا کہتے
ہین اگر بندے خالق ہین تو وہ اس خلق مین بحکم مقدمات سابقۃ الذکر اوس سلسلہ کی
وجہ سے کہ جسکا مبدء اور مقتضی مبدء فیاض ہے مضطر اور غیر مختار ہین تو کیا نتیجہ نکلا وہی
خرابی جسکو وہ اپنے خیال کے مطابق پیش کرتے تہے اس تقدیر پر بہی لازم آئی - اگر یہہ نکتہ

کہنا کہ روح انسانی قدیم ہے اور تناسخ ہے اگر حادث ہوگی تو یہہ شبہہ ہوگا کہ او
غریب اسکو مالدار کسی کو خوبصورت کسی کو بدصورت وغیرہ وغیرہ کیون کیا
یہہ خلاف عدل ہے جب تناسخ اور قدم روحی ہوگا تو اسکا جواب دیا جائیگا
کہ سابق جنم مین ایسا کیا تہا اوسکا بدلا ہے ۔ سراپا دہوکا اور سخت غلط ہے
روح گو قدیم ہی ہو[1] مگر اوسکے افعال اور ارادت تو حادث ہین اگرچہ سلسلہ ارادت
اور افعال مین عدم تناہی اور تسلسل ہو ہماری غرض تسلسل کے بطلان اور عدم
بطلان سے نہین ۔ جب حادث ہین[2] تو کوئی ارادہ اور کوئی فعل بیان سابق سے
اختیاری نہین بلکہ اوسکے کرنے مین مجبوری ہے پہر کیون غریب اور مالدار کیا گیا
وغیرہ وغیرہ وہ ہی کہنا پڑیگا جو ہمارا قرآن اور حدیث کہرہے ہین ۔ نیز یہہ عجیب[3]
سزا ہے کہ مجرم کو معلوم ہی نہین کہ یہہ سزا اوس فعل کی ہے جو اوسنے سابق جنم مین کیا
ہم یہہ اعتراض نہین کرتے ہین کہ اگر تناسخ ہوتا تو اوس جنم مین ہونے کا علم ہوتا فتدبر فتشکر ۔ تمت

مؤلف رسالۂ ہذا سید شیر علی ترکیا واسی الحال مقیم حیدرآباد دکن مکان جناب ڈاکٹر
سید محب حسین صاحب افسر الاطبا و استاف سرجن نواب مدار المہام سرکار عالی

---

[1] یہان صرف اونکے مبنی کا بطلان ظاہر کرنا تہا رہا قدم یا حدوث روحی رسالہ موعودہ مین بیان کیا جائیگا
[2] اگر قدیم ہون تو بہی ضروری اور غیر اختیاری ہونگے ۔ [3] آریہ اس اعتراض کا جواب یہہ نہین دیسکتے
تہا ہمارے نزدیک عالم ارواح مین معاہدہ ہوچکا (الست بربکم قالو بلی) اور کسیکو اوس معاہدہ کا علم نہین ۔
اگر ہم یہہ کہین کہ اوس معاہدہ اور عہد شکنی کی وجہ سے سزا دیجاتی ہے تو یہہ جواب ہوسکتا تہا ۔ علاوہ ازین یہ
تحقیق طلب ہے کہ یہہ معاہدہ بہ لسان حال تہا یا کیا ۔

قال یا رسول اللہ اعلم اهل الجنة من اهل النار فقال نعم قیل ففیم العمل قال کل میسر لما خلق - رسول اللہ[1] سے کسی نے پوچھا کیا ناری اور جنتی پہلے سے جانے گئے اور جدا جدا کر دیئے گئے فرمایا ہان کہا گیا پہر عمل کس لئے ہے فرمایا جو شخص جسکام کے لئے پیدا کیا گیا ہے اوسکو اوس کام کی آسانی بہی دیگئی ہے ان کے علاوہ اور بہی آیات اور احادیث معتبرہ صحیحہ ہین انسے صاف یہہ سمجہا جاتا ہے کہ کل مخلوق خصوصًا انسان کی ذات اور حرکات سکنات افعال اور اعمال شعور اور ارادات اوس سلسلۂ اسباب کے ساتھ متعلق اور بندھے ہوئے ہین جو پیشتر ہی سے چلا آتا ہے انسانی ذات سے خارج ہے اور جسکا سرا اور جسکی انتہا سبب الاسباب اور علّۃ العلل ہے جسکو خدا اور اللہ کہتے ہین علّۃ العلل اور اس سلسلہ کی وجہ سے جسکا مبدا اور موجد سبب الاسباب ہے انسانی اعمال انسانی اختیار سے باہر ہین گو ارادی افعال کے سلسلۂ اسباب مین انسانی ارادہ بھی پڑا ہوا ہے مگر چونکہ یہہ ارادہ خارجی سلسلہ کی وجہ سے ضروری الوقوع ہو رہا ہے اور امکان نفس الامری نہین کہ یہہ ارادہ اوس سے صادر نہو لہذا اس ارادہ کی وجہ سے وہ مختار نہین ہوسکتا - ایک زمانہ تہا کہ طلبا وغیرہ تقدیر کی نسبت مشہور

[1] بدیہی نتیجہ اس حدیث اور بعض پچھلے حدیثون کا یہہ نکلتا ہے کہ جو حالت بندون کے لئے ازل مین مقرر کی گئی ہے خواہ وہ حالت صحت ہو یا مرض آرام ہو یا تکلیف وغیرہ وغیرہ اوسکے اسباب اور طریق حصول بائی کو بہی مقدر اور مقرر کیا ہے خواہ وہ اسباب قبیل اعمال عباد سے ہون یا اور ہون جیسے اوس حالت کا وقوع ضروری ہے اسکے اسباب کا ہونا بہی ضروری ہے جیسے وہ ٹل نہین سکتی ایسی ہی وہ نہین ٹل سکتے - فتامل تاملا صحیحا